اس کا صرف ایک عنوان ہے اور وہ ہے "مجرمانہ غفلت"!

اس المیے کا دوسرا پہلو اور بھی زیادہ افسوس ناک ہے، اور وہ ہے اس موضوع سے دینی حلقوں کی عمومی بے التفاتی، بے خبری اور بے ہنری۔ جدید معاشیات کے اصول و فروغ اور اصطلاحات و لفظیات کے "واقفین" ہمارے علماء و فقہا میں آج بھی کم کم ہیں جبکہ "ماہرین" تو کہیں کم ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ اب یہ بے التفاتی، التفات میں بدل رہی ہے۔ زیر نظر کتاب، ڈاکٹر حافظ عبدالرحیم صاحب کی محنت کا حاصل ہے۔ حافظ صاحب، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں عربی زبان و ادب کے جواں سال اور جواں ہمت استاد ہیں۔ باضابطہ عالم دین اور مفتی ہیں۔ گویا اپنے شعبے میں انکا "تخصص" مسلم ہے۔ ان کا یہ اختصاص اس کتاب کے ایک ایک صفحے سے عیاں ہے۔ معاشیات کی روایتی فقہی اصطلاحوں بیع مرابحہ، اجارہ، مشارکت، مضاربت، بیع مؤجل، بیع بالوفا، بیع سلم، عقد استصناع اور مزارعت کی جدید اور آسان اسلوب میں وضاحت، پاکستان میں کام کرنے والی بیسیوں مضاربہ کمپنیوں کے انداز کار کا تفصیلی جائزہ، سٹاک مارکیٹ، کاروبار حصص، لیسنزنگ اور انڈر رائٹنگ ایسے متعدد جدید معاشی عناوین کا تعارف و تجزیہ، اور ان سب مباحث کی ذیل میں کئی ایک ضمنی مباحث و عنوانات کی توضیح...... یہ سب کچھ اس کتاب کا حصہ ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ مؤلف کی معلومات تازہ، براہ راست اخذ کردہ اور حد درجہ مرتب و مفصل ہیں۔

کتاب کی ضخامت ۲۴۶ صفحات کتابت، طباعت عمدہ اور قیمت ۱۲۴ روپے ہے۔ اسے مکتبہ قاسمیہ نزد چوک گھنٹہ گھر کچہری روڈ ملتان نے شائع کیا ہے۔ (تبصرہ: ذ۔ بخاری)

اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

اڑتالیس صفحوں کے اس کتابچے کو "تذکرہ وسوانح اور سیرت کردار" کا ذیلی عنوان دیا گیا ہے۔ مؤلف ہیں مولانا عبدالقیوم حقانی۔

یہ دراصل ایک تاثراتی اور تعزیتی تحریر ہے جو اولاً ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے مطالعہ سے حضرت مولانا عزیر گل علیہ الرحمۃ کے متعلق کسی مبسوط مقالے یا مستقل کتاب کی ضرورت کا احساس اور بھی بڑھتا ہے۔

نومبر ۱۹۸۹ء میں حضرت مولانا کا انتقال ہوا تو ان کی عمر ۱۰۲ سال تھی۔ یاد نہیں پڑتا کہ اس سانحہ ارتحال پر ہمارے قومی ذرائع ابلاغ نے کوئی خاص سرگرمی دکھلائی ہو۔ کسے خبر صوبہ سرحد کی ایک گم نام اور دور افتادہ بستی کے کچے مکان کا یہ مکین، کبھی برطانوی سامراج کے خلاف جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلا تھا۔ یہ شخص جہاد حریت کے کتنے ہی رازوں کا امین اور کتنے ہی حقائق کا چشم دید گواہ تھا اور سرفروشی کی اس ہوش ربا داستان کے مرکزی کرداروں میں سے ایک تھا۔ جسے تاریخ "تحریک ریشمی رومال" کا نام دیتی ہے۔ گزشتہ نصف صدی میں ہند و پاک کے بے سروپا کلچر کے آلودہ و بے ہودہ سایوں میں جنم لینے اور پروان چڑھنے والی نئی نسلوں میں سے شاید ہی کوئی جانتا ہو کہ ۱۹۴۷ء میں ملنے والی "آزادی" کے پس منظر ۱۹۱۷ء کی تحریک ریشمی رومال کا حوالہ بھی کہیں جگمگا رہا ہے۔ مگر مناظر اور جگمگاہٹیں تو دیکھنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

یہ کتابچہ القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، جی ٹی روڈ (اڈہ زڑہ میانہ) ضلع نوشہرہ، صوبہ سرحد سے، بقیمت ۱۵ روپے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (تبصرہ: ذ۔ بخاری)